ابن صفی زندہ ہے

از: کیپٹن ڈاکٹر سید مظفر سلطان بخاری

ابنِ صفی

ابن صفی زندہ ہے

از

کیپٹن ڈاکٹر سید مظفر سلطان بخاری
ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ۔گولڈ میڈلسٹ
استاد، میڈیکل کالج، نواب شاہ، پاکستان

پروین بخاری پبلشرز
نواب شاہ، پاکستان

مت دس روپے

بار اول اگست ۱۹۸۰ء

خصوصی شکریہ برائے

اپنی بیوی سیدہ نجمہ پروین بخاری جو عمرانیات میں ایم اے ہیں اور بی ایڈ، سی ٹی اور ایف آر (ایران) کئی ہیں۔ محترم جعفر بخاری، بیگم جعفر بخاری، محمد علی، ظفر اور ہمایوں غلام حسین، ڈاکٹر منیر عرشی، ڈاکٹر کریم الدین، پروفیسر محمد میاں سحر، پروفیسر ایس ایم ایچ زیدی، پروفیسر آصف، محترمہ مس قریشی، مسز جہاں آراء، محترمہ ضوبار، اطہر صاحب، سکندر صاحب، شاہد، ناصر۔ پروفیسر محمد علی خان، بیگم محمد علی خان، راحت علی، شاہد حسین واحد صاحب، ڈاکٹر شاہد، ڈاکٹر مسز پروین شاہد۔ محترم عبدالغفار شیخ صاحب، جناب منظر اکبر، جناب اویس قرنی، شہاب قرنی، سہیل قرنی، میجر جاوید، پروفیسر نذیر سولنگی، ڈاکٹر انور آخوند، جناب اللہ ڈنو مغل، ڈاکٹر کھتی، ڈاکٹر اسلام الدین، ڈاکٹر شفیع ڈھکور، ڈاکٹر داؤد منگی، میڈم انیس، میڈم آصفہ، میڈم رعنا، میڈم عابدہ، میڈم نجمہ، حبیب بینک کے نائب صدر قریشی صاحب۔ جہاں زیب صاحب، وصی حیدر صاحب، تنویر صاحب، دبیر صاحب، زین خان، محمد یوسف بھائی محمدی کلاتھ حیدر آباد۔ محترمہ عصمت ڈاھری نواب شاہ، اور ڈاکٹر محمد عمر ڈاھری صاحب، پروفیسر اسماء (لیبیا)

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

فہرست

پیش لفظ

یہ خبر ہر اُس انسان کے دل پر بجلی بن کر گری جو قانون کو لاقانونیت
عقل کو جہل، اور اچھے شہری کو مجرم پر ترجیح دیتا ہے، کہ :-
۲۶ اگست ۱۹۸۰ء کو جناب ابن صفی، انتقال فرما گئے۔ بلاشبہ ابن صفی
عظیم ترین جاسوسی مصنفین میں سے ایک ہیں اور معاشرے، تاریخ اور ارباب
وقت کا فرض ہے کہ ابن صفی اور ان کے مقصدِ حیات یعنی معاشرے میں قانون
کی حکمرانی کو واقعی فروغ دیں۔

ابن صفی کے لاکھوں مداح، پڑھنے والے اور معتقدین جن کی نظر میں
خود مرحوم ایک معجزنما شخصیت سے کم نہیں تھے، کو چاہیے کہ نہ صرف انھیں یاد
رکھیں بلکہ تفریحی اور مزاحیہ انداز میں بھی انھوں نے جو مثبت کردار اپنی
زندگی کے صرف باون برسوں میں ادا کیا ہے، اُس کردار کی بنیاد کو پہچانیں۔
آیئے عہد کریں کہ پاکستان میں قانون کی حکمرانی کو فروغ دینے اور مجرموں
سے اسے بچانے کے لئے ہر ممکن اور جائز طریقے اختیار کریں گے۔
یہی ابن صفی کی روح کو آرام پہنچانے کا بہترین طریقہ ہے۔

نواب شاہ۔ $\frac{۸}{۸۰}$۲ء

میں ایڈیٹر "جنگ" جناب مدنی اور انکے عالمی خبروں کے سربراہ جناب اشتیاق اظہر کا بھی بے حد ممنون ہوں جن کی نظرِ کرم کی وجہ سے "جنگ" سے اقتباسات اس کتاب میں شامل ہیں۔

کیپٹن ڈاکٹر بخاری، میڈیکل کالج

خصوصی شکریہ برائے جناب ممتاز احمد کاتب کتاب ہٰذا

باب اوّل

ابن صفی: ایک عظیم تحریک

جناب ابن صفی کے اچانک انتقال سے ہر اس شخص کو شدید صدمہ ہوا جو اُردو کسی بھی حیثیت سے جانتا ہو اور جرائم کی آماجگاہ اس دنیا میں اچھے، تفریحی اور بامقصد ادب کا حامی ہو۔

ابن صفی کو نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ ہر اُس جگہ، جہاں پر کہ دُنیا میں اُردو بولنے والے موجود ہیں، بے شک اُردو کے مشہور ترین لکھنے والوں اور جاسوسی ادب کے عظیم ترین لکھنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ابن صفی کے مخالفین کو بہت سی باتوں پر نام نہاد اعتراضات ہو سکتے ہیں مگر ان کی تحریر ہمیشہ قانون کی حفاظت، مجرم کی شکست، جنسی زدگی سے نجات اور در اصل مسلمان قوم میں ایسے کرداروں کی ایک عظیم اور زندہ تحریک ہے، جو کردار مغرب پرستی کے مقابلہ میں مسلمان ذہن اور سائنسی جرائم کی اس دُنیا میں جہاں غیر ملکی مہرے مسلمان ملکوں میں زہر پھیلا رہے ہیں کے خلاف علم، عقل، اور نوجوان ذہن کو وہ نسخہ ہائے کیمیا بتانے کی ایک کامیاب تحریک ہے جن کے ذریعے ہم غیر ملکی ایجنٹوں سے بخوبی نپٹ سکتے ہیں۔ ابن صفی کے کردار ہرگز ہوائی قلعے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کرداروں نے ہمیں یہ احساس دلایا ہے کہ کوئی تو تھا جس نے ہمارے اپنے حالات کے مطابق ہمارے اندر ہونے والے جرائم اور بیرونی سازشوں سے ہمیں باخبر رکھنے کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ در اصل بحیثیت ڈاکٹر میں صرف اتنا عرض کر دوں کہ ابن صفی کو انکے بے شمار

مداحوں نے صحیح معنوں میں آرام نہیں کرنے دیا اور پھر یہ بھی کہ ابن صفی اس معاشرے کے سوچنے والے ذہنوں اور کچھ کر گزرنے والے دلوں کو زیادہ سے زیادہ بیدار کرنا چاہتے تھے۔

اس کے لئے انھوں نے سیاست یا مذہبی واعظوں کا سا انداز اختیار نہیں کیا —— بلکہ انھوں نے بہت سے ایسے بدکرداروں کو بھی بے نقاب کیا جو سیاست یا مذہبی تصورات کو محض قوم کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

میں بزرگ نسل کے اُن ٹھس ذہن رکھنے والوں سے سوال کرتا ہوں، جو ابن صفی کے حامی نہیں، کہ :-

خدارا بتایئے اُس نام نہاد اَدب نے اس قوم کو کیا دیا جس کے معیار پر آپ ابن صفی کے مخالف ہیں؟ کتنے نوبل پرائز آپ کے اُس نام نہاد اَدب نے حاصل کرلئے؟ آپ کے اُس نام نہاد اَدب میں کتنے ہیں جو غیر ملکی افکار و خیالات سے متاثر ہونا اپنا فرض منصبی نہ سمجھتے ہوں؟ کتنے جواہر پارے اُس نام نہاد اَدب کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو کہ واقعی عالمی معیار پر پورے اُترتے ہوں؟

بہرحال ہم نوجوان تو ابن صفی کے اَدب کو بہترین اَدب اور ابن صفی کو بہترین ادیبوں میں سے ایک مانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

بہت شکریہ برائے فاطمہ بخاری گرامر اسکول کی ہیڈ مسٹریس مس مختار بانو ورانکی بہن۔ اللہ ڈنو صاحب ڈرپیسر۔ اودھم داس صاحب شعبۂ چشم۔

بابِ دوم

ابنِ صفی کی مختصر سوانح حیات

★ نام : اسرار احمد
★ قلمی نام : ابن صفی
★ پیدائش : ۱۹۲۸ء
★ مقام پیدائش : الٰہ آباد (بھارت)
★ بحیثیت قلم کار : شہرت صرف گیارہ برس کی عمر میں شروع ہو گئی۔
★ تصانیف کی تعداد : تقریباً تین سو ناول۔
★ صنفِ ادب : وجہ شہرت، بطور جاسوسی ناول نگار، مگر ابن صفی شاعری اور مزاحیہ اور غیر جاسوسی ادب میں بھی اعلیٰ درجے کے فن پاروں کے خالق ہیں۔
★ جاسوسی سلسلے : (۱) عمران سیریز۔
(۲) جاسوسی دُنیا۔
★ چند مشہور کردار : علی عمران، کرنل احمد کمال فریدی، کیپٹن ساجد حمید ایکسٹو، بلیک زیرو، جولیا نافٹز واٹر، روشی، تھریسیا، سنگ ہی، سر سلطان، جوزف، سلیمان، رحمٰن صاحب، فیاض، انور، رشیدہ، قاسم، عاصم صاحب، آصف، گل رخ، ثریا، بی اماں، صفدر،

تنویر، جیمسن، ظفر الملک، جیرالڈ شاستری،
ڈاکٹر داور، نعمانی، خاور، صدیقی، چوہان،
الفانسے، ٹسٹڑل، پروفیسر بوغا، قلندر،
علامہ دھشتناک، رانا تہور علی صندوقی، طاہر
صاحب، مجبوبۂ یک چشم، ہدہد، ناشاد، جعفری،
شمی، شاہد، منظفر المک، روشنی کا طوطا،
احمق اعظم، اور بہت سے دوسرے۔

★ اِبن صفی کے ڈائجسٹ۔ (۱) ابن صفی (ڈائجسٹ) میگزین۔
(۲) نئے اُفق۔ (۳) آنچل (خواتین) (۴) نیا رخ۔

★ مزید تحریریں۔ "طغرل بوغا" کے نام سے مزاحیہ مضامین۔
"بلدران کی ملکہ" نامی ایڈونچر ناول۔ "تزک بابری" کے طرز پر "تزک دو پیازی" جس کے کردار ابوالحسن دو پیازہ اور نسترن بانو بے حد پسندیدہ اور جاندار کردار ہیں۔

★ فلم۔ "دھماکہ" کے گانے لکھے۔

★ عمر۔ صرف ۵۲ سال ہوئی۔

★ انتقال۔ کراچی میں ۲۶ جولائی ۱۹۸۰ء بروز سنیچر مطابق ۱۲ رمضان ۱۴۰۰ھ ہوا۔

★ آخری آرامگاہ۔ پاپوش نگر قبرستان، کراچی۔

★ معاشرے میں مقام۔ آپ بے شمار دلوں کے محبوب ترین ادیب تھے

اور آپ کا شمار کامیاب ترین ادیبوں میں ہوتا ہے، آپ کا جاسوسی ادب، شاعری یا مزاحیہ اُدب ۔۔۔ اِن سب میں ایک بے مثال تاثر ہے، جو روح میں سرایت کرتا ہی چلا جاتا ہے، آپ کا اُدب اور آپ کے کردار آپ ہی کی طرح لازوال اور زندہ ہیں۔

باب سوم

ابن صفی کا ادب بامقصد اور مثبت ہے

سچ پوچھئے تو ابن صفی کے مخالفین کا نہ تو ہمارے معاشرے میں کوئی بڑا نام ہے اور نہ ہی اُن مخالفوں کے پاس کوئی ایسا قابلِ ذکر کارنامہ ہے جو ابن صفی مرحوم کی اُس عظیم ذہنی تحریک کے سیلاب کے آگے ٹھہر سکے۔

اِس مختصر کتاب میں مقصد ادب کی تکنیک یا ٹیکنیک موشگافیوں بھی بحثوں میں اُلجھنا نہیں ہے۔ اور نہ ہی باقاعدہ تسلیم شدہ نقادوں سے کوئی ادبی دنگل کرنے کا ارادہ ہے۔

بلکہ ابن صفی کے اچانک جنت مکانی بن جانے سے دل سے ایک آہ سی نکلی، اک ھوک سی اُٹھی، اک ٹیس سی اُبھری، یہ خیال تو تھا کہ جلد یا بدیر ابن صفی کی زندگی میں ہی اُن سے ملتا اور پھر اُن سے بہت کچھ سیکھتا۔ اور پھر اُس عظیم انسان پر کچھ لکھتا، جسے دُنیا، ابن صفی کے نام سے جانتی ہے۔

ابن صفی ایک ایسا انسان تھا جو خود اپنے آپ کو اچھی طرح سے سمجھتا تھا، شاید اسی لئے اسی لئے اپنے آپ کو جناب آدم علیہ السلام سے نسبت دی، چونکہ آدم علیہ السلام کو "صفی اللہ" کہا جاتا ہے، اس لئے انکی مناسبت

سے ابنِ صفی کا قلمی نام اختیار کرنا دراصل اُس عالمگیر جذبہ کا اظہار ہے، جو ابنِ صفی کے دل میں پوشیدہ تھا۔ ابنِ صفی ایک اعلیٰ انسان ایک عمدہ مسلمان اور ایک بے مثال ذہن تھے، افسوس کہ ہمارے معاشرے میں ایسے لازوال ذہنوں سے صحیح استفادہ کرنے کا کوئی باقاعدہ اور صحیح انتظام موجود نہیں ہے۔ بابائے اُردو کی صلاحیتوں سے ہم نے کیا فائدہ اُٹھایا؟ یہی کہ آج تک ہمارے ملک میں اُردو کو اس کا جائز مقام نہ مل سکا۔ کتنے ہی منٹو، شوکت، مجید لاہوری اور مصطفےٰ زیدی اس خاک میں پنہاں ہو گئے مگر ہم ان کے دل کی چوٹ کو نہ پا سکے۔ قرۃ العین حیدر، کرشن چندر اور شفیق الرحمٰن کی تو بات ہی کیا، کبھی ہم نے یہ بھی سوچا ہے کہ ان عظیم ادیبوں کے عظیم ہونے سے اس اُردو بولنے والی مسلمان قوم نے کیا فیض حاصل کیا؟ ہم نے ان کے شہ پارے پڑھے اور بھلا دیے، ہم نے ان کی کتب خریدیں اور پھر ردی میں بیچ دیں، ہم نے ان کے نام سُنے اور پھر دوسرے کان سے اڑا دیے، ابنِ صفی کے پیغام کے ساتھ بھی تفریحی حد تک تو اس قوم نے اچھا سلوک کیا مگر کبھی یہ بھی آپ نے سوچا کہ ایرانی انقلاب کے قائد آیت اللہ روح اللہ خمینی مدظلہٗ کو جب کسی بھی مسلمان ملک میں پناہ نہ مل سکی تو فرانس جیسی، ادب اور ادیبوں کی قدرداں قوم نے انھیں کس طرح خوش آمدید کہا اور پھر انقلاب فرانس کی طرح، انقلاب ایران بھی انسانی تاریخ کا ایک نجات دہندہ واقعہ بن گیا۔ جی ہاں فرانسیسی ایک زندہ قوم ہے، جسے زندہ کہا ہی اسلئے جاتا ہے کہ وہاں کا معاشرہ ادیب کنٹرول کرتے ہیں۔ وہاں ڈیگال جیسی عظیم طاقت بھی ادیب کے قلم کے آگے نہ ٹھہر سکی۔

خیر، بات ہو رہی ہے جناب ابنِ صفی کی، اور موضوع ہے ان کی تحریریں

مقصدیت، تو آئیے نمبر وار گنیئے۔

(۱) مرکزی خیال۔ ابن صفی کی تحریروں کا مرکزی خیال ہمارے معاشرے
کا کوئی واقعہ (خصوصاً جرم سے متعلق) ہوتا ہے۔ چونکہ ابن صفی اپنی کتب کے
پیشرس میں ہمیشہ واضح کرتے رہے کہ اسلام اور پاکستان کا چولی دامن کا سا
ہے اور کوئی بھی غیر ملکی نظریہ حتیٰ کہ غیر ملکی جمہوریت بھی ہمارے لئے مضر اور زہر
ہلاہل ہے، کیونکہ اسلام تو اللہ تعالیٰ کی مکمل حاکمیت کے بنیادی اصول کا معلم
ہے اس لئے مرکزی خیال میں مجرم کو ابنِ صفی خوفِ خدا سے عاری دکھاتے ہیں
مجرم بدکردار، ظالم، قاتل، اسمگلر، شرابی، غدار، عیاش، اور بہت کچھ ہے
اب لازمی ہے کہ ان تمام زہروں کا تریاق معاشرے میں موجود ہو جو کہ ابن صفی
کے ناولوں میں قانون کی اس پوری مشنری کے ذریعے ملتا ہے جو ان کے عظیم الشان
کردار علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی (آکسن) اور کرنل احمد کمال فریدی کے
ذریعہ متحرک نظر آتی ہے۔ پھر مرکزی خیال اپنے نکتہ عروج پر اس طرح پہنچتا ہے
ہیرو (عمران یا فریدی) بالآخر مجرم پر غالب آکر اس کے جرم کا قلع قمع کردیتے
ہیں اور قانون جیت جاتا ہے۔

(۲) کردار نگاری۔ مجرم کی بدکردار شخصیت کو شکست ہمیشہ ہیرو یعنی
خاص سراغ رساں (عمران یا فریدی) کے بے داغ کردار اور عظیم ذہنی جسمانی اور
علمی صلاحیتوں کی بنا پر ہوتی ہے۔ ابن صفی کا ہیرو، ہر قسم کی جنسی آلودگیوں
سے پاک ہے۔ کردار اور قوتِ ارادی کا انتہائی مضبوط ہے اور جدید و قدیم
علوم اور زبانوں پر حاوی ہے۔ جوان ہے خوبصورت اور پرکشش ہے چالاک
قانون اس ہیرو کی پشت پر ہے مگر ہمیشہ اسے قانون کے دوسرے محافظوں کی

کم عقلی اور حماقتوں کا سلسلہ بھی خود ہی سمیٹنا پڑتا ہے۔

(۳) زبان، معیار ادب، واقعات نگاری اور تکنیک۔ در اصل ابن صفی کے فن پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں اور ان سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔

میرا بس چلتا تو میں ان کی کتب کو باقاعدہ داخل نصاب کرتا۔

بہر حال فن، تکنیک اور واقعات نگاری کے لحاظ سے جناب ابن صفی کا ہر ناول ہر مضمون اور ہر انداز ایک اہم مقصد لئے ہوتا ہے اور وہ ہے پبلک کی علمی اور ذہنی تعلیم و تربیت۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ابن صفی ایک رومانی ناول نگار ہوتے۔ ابن صفی نے بڑی کامیاب کوشش کی اور یہ ان کے ناولوں کا ہی اثر ہے کہ بہت سے نوجوان جنس زدہ ہونے سے بچ گئے۔

آج کے سائنسی دور میں انسان جس طرح مجرموں میں گھرا ہوا ہے، اس کی بالکل صحیح تصویر ابن صفی نے کھینچی ہے۔ حالانکہ بہت نقال بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ابن صفی کے کرداروں پر ظلم کئے مگر یہ نقال اپنی موت آپ مر گئے۔

آج کا ذہنی طور پر منتشر انسان ایک ایسی موثر آواز پر ہمیشہ لبیک کہتا ہے جو اس کی روح کی گہرائیوں میں اتر جائے اور بے شک ابن صفی اپنے کرداروں کے ذریعے ہماری روح کی گہرائیوں میں موجود ہے۔

خاص شکریہ برائے حبیب بنک کے طفیل بخاری صاحب اور ایگریکلچر بنک سے احمد حسین، نقوی صاحب، نظیر خٹک اور سلیم صاحب۔

خصوصی شکریہ برائے احمد ضیاء صاحب مشہور صحافی نواب شاہ اور اے۔ جی آفس کراچی سے علوی صاحب، عظمت اللہ صاحب اور ناصر صاحب۔ اور صابر صاحب (میڈیکل کالج)۔

ابنِ صفی کی دل گداز شاعری

صفحۂ دل

ہم سے خزاں رسیدہ دل پہ اس طرح مت ہنسو
اک دن کی دھوپ گزرے گی تم پر بھی گلرُخو
پھر اپنے سنگِ در کی بھی توقیر دیکھنا
تم اپنے نام پر ہمیں رسوا تو ہونے دو

وہ وقت بھی قریب ہے اے مہوشانِ شہر!
ترسو گے اپنے حُسن کی تعریف سُننے کو

ہے کون جس کو اپنی ستائش نہیں عزیز
مارے گئے تھے ہم بھی اسی رُخ پہ دوستو

آواز کب بدلتی ہے اے رہروانِ شوق
چلنے کو چال ہنس کی بھی چل کے دیکھ لو

ابنِ صفی

(بشکریہ "نئے اُفق")

باب چہارم

ابن صفی کی مقبولیت

۲۸ جولائی ۱۹۸۰ء کے "جنگ" سے اقتباس

"ابن صفی کی وفات اُردو ادب کے لئے ایک سانحہ ہے

ممتاز جاسوسی ناول نگار کرنل فریدی اور عمران جیسے جاسوسی کرداروں کے خالق ابن صفی کی وفات کو مختلف حلقوں نے اُردو ادب کے لئے ایک سانحہ قرار دیا ہے، تعزیتی پیغامات میں کہا گیا ہے کہ مرحوم نے اُردو کے سرمائے میں صاف ستھرے ادب کا اضافہ کیا۔ "حلقہ آہنگ نو کراچی" ایک تعزیتی جلسے میں ابن صفی مرحوم کی بے وقت رحلت پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ تمام جلسہ نے متفقہ طور پر ان کی موت کو اُردو کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ ابن صفی مرحوم جن کا اصلی نام اسرار احمد تھا، ایک عرصے سے لکھ رہے تھے۔ انھوں نے سینکڑوں ناول لکھے اور جاسوسی کہانیوں کو ایک ایسا نیا رخ عطا کیا جو صرف انہی کی ذات سے مخصوص تھا۔ جاسوسی کہانی لکھنے کے فن میں ان کی انفرادیت مسلم ہے۔ ان کی موت اُردو کے لئے سانحہ سے کم نہیں۔ جلسے میں جن لوگوں نے

شرکت کی ان میں عارف ہوشیارپوری، پروفیسر اظہر قادری، شجاع صدیقی رفیع احمد حسینی، انور فرہاد، شفیق احمد شفیق، مطیع الرحمٰن، عارف رضا، ابن آصف، ڈاکٹر زاہد حسین، احمد زین الدین، فرقان ادریس اور کلیم رحمانی قابل ذکر ہیں۔ منصورہ کلب شریف آباد فیڈرل بی ایریا کراچی کے چیرمین جناب خالد بٹ، صدر وسیم احمد صدیقی اور جنرل سیکرٹری مجیب اللہ خان نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں ممتاز ناول نگار جناب ابن صفی کی وفات اُردو ادب کا ناقابل نقصان قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن صفی نے اُردو ادب کے سرمائے میں گراں قدر اضافہ کیا۔

انھوں نے فحش لٹریچر کے درمیان میں ستھرا ادب پیش کیا۔ منصورہ کلب کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ ہر سال بہترین ناول پر ابن صفی ایوارڈ کا اعلان کیا جائے۔ ابن صفی کی یاد میں ایک ہال ایک لائبریری قائم کی جائے۔ انھوں نے اس سانحہ پر ریڈیو اور ٹیلیویژن کے حکام سے خصوصی پروگرام پیش کرنےکی اپیل کی۔"

ابن صفی کا لکھا ہوا ایک اداریہ

"سب سے پہلے خاص نمبر کی پسندیدگی پر ہمارا شکریہ قبول فرمایئے۔ بے شمار توصیفی خطوط کے درمیان کچھ اعتراضات بھی ہیں اور وہ زیادہ تر غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ اسے غلط فہمی اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کسی ایک چیز کے بارے میں مختلف نظریات ہو سکتے ہیں۔ جسے آپ فحاشی سمجھتے ہیں وہ محض سُنی سُنائی بات ہے۔ کسی نے کہہ دیا کہ عورت کا سراپا بیان کرنا بھی فحاشی ہے اور آپ نے اسے تسلیم کر لیا تو پھر یہ بھی فحاشی ہی ہو گی (عورتوں کیلئے) کہ کسی مرد کا سراپا لکھا جائے اور اس کے تنے ہوئے سینے کا ذکر کیا جائے، اس کے بازوؤں کی اُبھری ہوئی مچھلیوں کی بات کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ بھائی ہر چیز کا کوئی معیار ہوتا ہے۔ فحاشی ہم اُسے کہیں گے اگر کسی کہانی کو آنجہانی کوکا پنڈت کی تصنیف بنانے کی کوشش کی جائے۔ بحمداللہ آپ اس میگزین کی کہانیوں کو اس سے پاک ہی دیکھیں گے۔ شروع سے ہماری یہی کوشش رہی ہے کہ میگزین کو اس قسم کی گرما گرمی یا چٹپٹے پن سے بچائے رکھا جائے۔ سو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میگزین کی مانگ محض اپنے دلچسپ مواد کی بنا پر بڑھ رہی ہے اور اسے آگے بڑھانے میں "سیکس" کو قطعی دخل نہیں رہا ہے۔

اب آئیے، اس خط کی طرف جس میں مجھ پر سیاست میں ملوث ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ نہیں، بھائی آپ غلط سمجھے ہیں۔ میں صرف مسلمان ہوں اور سب کی بھلائی چاہتا ہوں اور میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں متحد اور متفق ہو جائیں ورنہ پھر ایک ہی بات رہ جاتی ہے کہنے کی جیسے ہمارے مجاہد شاعر رحمان کیانی نے کچھ اس طرح کہا ہے۔"

لعنت خدا کی ایسے خواص و عوام پر
یک جا نہ ہو سکیں جو محمد کے نام پر

ابن صفی"
(بشکریہ "نئے اُفق")

"جنگ" ۲۹ رجولائی ۱۹۸۰ء سے ایک اقتباس :-

اِظہارِ تشکّر

ہم اپنے پیارے والد محترم "ابنِ صفی" کی وفات حسرت آیات کے سلسلے میں تعزیت کرنے والے ان ہزاروں دوستوں، عزیزوں اور مداحوں کے ممنون ہیں جنھوں نے خطوط لکھے، ٹیلی گرام بھجوائے یا خود تشریف لاکر ہماری غم گساری کی۔ چونکہ ہزاروں افراد کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں، لہٰذا ان سطور کے ذریعہ ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سوگواران

ایثار صفی
ابرار صفی
احمد صفی
افتخار صفی
اور مشتاق احمد قریشی

برائے "نئے افق" کراچی

بشکریہ "جنگ" کراچی

باب پنجم

بڑے ملکوں کا جاسوسی ادب اور ابن صفی

میں نے اس سلسلہ میں عوام و خواص سے کئی برس میں جو اعداد و شمار جمع کئے ہیں ان کے نتیجہ میں نوے فیصد سے زیادہ قارئین نے ابن صفی کے کرداروں کو ہمارے معاشرے کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے ترجیح دی اور بے حد پسند کیا۔ حالانکہ ڈاکٹر سر آرتھر کانن ڈائل ایف آر سی ایس کے کردار شرلاک ہومز اور ڈاکٹر واٹسن، اور ارل اسٹینلے گارڈنر، اگاتھا کرسٹی (جنہوں نے ابن صفی کو ایشیا کا سب سے بڑا اور دنیا کا ایک عظیم جاسوسی ادیب مانا ہے) اور بہت سے دیگر لکھنے والوں کے کردار بھی پاکستان میں پسند کئے جاتے ہیں۔ بقیہ دس فیصدی جنہوں نے محض انگریزی طرزِ معاشرت کی وجہ سے ابن صفی کو زیادہ نہیں پڑھا وہ بھی انہیں ایک عمدہ اور منفرد ادیب مانتے ہیں۔ تو آیئے ابن صفی کے چند مداحوں سے ملیں:۔ میری بیوی سیدہ نجمہ پروین بخاری ایم اے عمرانیات بی ایڈ، پی ٹی، ایف آر (ایران) اور ان کی معتمد سہیلی محترمہ ضویا وگن صاحبہ بی اے، بی ایڈ نے ابن صفی کو بے حد پسند فرمایا ہے۔

ملک کے مشہور جریدے "افق" کے مدیر اور اسمبلی کے ممبر جناب ظہور الحسن بھوپالی کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے کہ ایک بار حیدرآباد ریلوے اسٹیشن پر انہوں نے بریف کیس کھولا اور

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

باب ششم

عمران

ان کا پورا نام علی عمران ہے اور آپ ڈاکٹر (پی ایچ ڈی) ہیں اور سب سے زیادہ مشہور جاسوسی ہیرو ہیں، آپ کی حماقتیں اور پھر بطور ایکسٹو "سنجیدگی" دراصل انسانی ضمیر کے رخ ہیں، بہرحال پہلے ابن صفی کے دو پیشرس عمران سیریز کے سلسلے میں پڑھیے۔

پہلا پیشرس

ابھی میری علالت کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن اللہ کا کرم ہے کہ میں نے اس کے باوجود بھی کتاب لکھ لی اور آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسمانی کرب سے ذہن کی مزید کھڑکیاں کھلتی ہیں، شاید بر حمت پروردگار میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ جب بھی آنکھ کھلتی ہے تھوڑا بہت لکھ لیتا ہوں۔ جسمانی طور پر اتنا گھٹ گیا ہوں کہ خود اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا۔ کبھی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تو بے اختیار یہی پوچھنے کو جی چاہتا ہے کہ "بڑے میاں کس کا پتہ پوچھ رہے ہو۔"

ادھر میری خیریت دریافت کرنے کے لئے اتنے خطوط آئے ہیں کہ فرداً فرداً ہر ایک کا جواب لکھنا ناممکن ہے بہرحال میں اپنے سارے محبتوں کا بیحد شکر گذار ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازے آمین۔

کچھ بھائی ایسے ہیں کہ اس عالم میں بھی ایسے سوالات کر جاتے ہیں جنکی طرف متوجہ ہوئے بغیر رہا نہیں جاتا۔

ایک بھائی نے پوچھا ہے کہ جمہوریت اچھی یا ڈکٹیٹرشپ اور اسلامی مزاج ان دونوں میں سے کسے سہار سکتا ہے۔

بھائی اگر آپ اسلامی نکتہ نظر سے پوچھتے ہیں تو پہلے بھی کبھی عرض کر چکا ہوں کہ اسلام میں جمہوریت جیسی کسی شے کی گنجائش نہیں۔ اسلام تو اللہ کی ڈکٹیٹرشپ کا نام ہے۔ جمہوریت میں دھارے کے ساتھ بہنا پڑتا ہے جبکہ اسلام دھارے پر چڑھنے کو کہتے ہیں۔ اسلامی مملکت کے لئے صرف ایک ایماندار فرد کی حکومت کافی ہے کہ وہ ایماندار فرد اپنے احکامات نہیں بلکہ قرآنی احکامات ہم سے منواتا ہے۔ لہٰذا میرے بھائی اسلام اور جمہوریت کو اجتماعِ ضدین سمجھئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں جمہوری نظام پنپ نہیں سکا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہاں جمہوریت کے علمبرداروں کو بھی ڈکٹیٹر بننا پڑا ہے اور بالآخر یہی چیز ان کے زوال کا باعث بنی کہ زبان پر تو جمہوریت کا نعرہ ہوتا تھا لیکن کرتوت ڈکٹیٹروں سے بھی بدتر۔

غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔

پھر جمہوریت کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں صرف ووٹ گنے جاتے ہیں۔ بقول اقبال، "بندوں کو پرکھا نہیں جاتا۔" جو چاہے دولت کے بل بوتے پر بحیثیت امیدوار کھڑا ہو کر منتخب ہو جائے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ دفتر کی کلرکی کے لئے تو آپکو فرسٹ کلاس گریجویٹ چاہیے لیکن قوم کی باگ "ڈور" "لٹھ" قسم کے افراد کے ہاتھ میں دیدی جاتی ہے۔

دوسرا پیشرس

"خطرناک انگلیاں" ملاحظہ فرمائیے اور پھر ایک فروگذاشت کی تصحیح کیجیے جو کاتب سے ہوئی تھی اور پروف ریڈر بھی اس کی طرف توجہ نہ دے سکا۔
"پتھر کا آدمی" عمران سیریز کا ناول نمبر ۱۱۲ تھا۔ اسی طرح دوسرا پتھر ناول نمبر ۱۱۳ ہوا اب یہ ناول نمبر ۱۱۴ پیش خدمت ہے۔

ابھی میری علالت کا سلسلہ جاری ہی ہے۔ امراض جگر سے جلد چھٹکارا نہیں ہوتا، بس دعا کرتے رہیے کہ پوری طرح آپ کی خدمت کے قابل ہو جاؤں۔
پچھلی بار ایک صاحب کے خط کے جواب میں کچھ جمہوریت، ڈکٹیٹر شپ اور اسلام کی بات چلی تھی، اس پر ایک بھائی بہت برافروختہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے ادھوری باتیں کی ہیں۔ بھائی صاحب سوال کی مناسبت سے وہ ایک جواب تھا۔ کوئی مقالہ سپرد قلم کرنے نہیں بیٹھا تھا۔

اچھا اب پوری بات سن لیجیے اور پھر مجھ پر الزام لگائیے گا کہ میں حکومت سے کوئی انعام لینا چاہتا ہوں یا ایک سرمایہ دار گھرانے کے نام سے منسوب انعام کا متمنی ہوں۔ اگر میں اس سوال کے جواب میں کوئی مقالہ لکھ رہا ہوتا تو اگلی سطریں مندرجہ ذیل ہوتیں۔

"شہنشاہیت نے اسلامی سماجی ارتقاء کی راہ روک لی تھی ورنہ دنیا کو

بھانت بھانت کے اِزموں کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔"

اور بھائی اسلام کو تماشا بنا لیا ہے یار لوگوں نے جسے دیکھو ایک نئی تفسیر لئے دوڑا آرہا ہے۔ لیکن اب وہ وقت دور نہیں جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔ انشاءاللہ عالم اسلام بیدار ہورہا ہے۔

اور ہاں اس خیال کو دل سے نکال دیجئے کہ میں اپنے ہی جیسے کسی انسان سے انعام کا خواہاں ہوں۔ اس کا تصور بھی مجھے احساس کمتری کے گڑھے میں دھکیل دے گا۔ میرے لئے میرے اللہ کا یہی انعام کافی ہے کہ کتب فروش میری کتابوں کو کرنسی نوٹ کہتے ہیں۔

اُمید ہے کہ آپ کی تشفی ہوگئی ہوگی۔ بھائی صاحب اگر میرے سر میں لیڈری کا سودا سماتا تو کبھی کا لیڈر بن کر اب تک دریا بُرد ہوچکا ہوتا۔ کیا سمجھے۔ میری طرف سے بدگمان نہ ہوا کیجئے۔ میں ہمیشہ غریب مسلم عوام کے ساتھ رہا ہوں اور انشاءاللہ مرتے دم تک رہوں گا کیونکہ میں بھی غریب ہوں، غربت ہی میں ہوش سنبھالا تھا۔ اور اللہ سے دعا ہے کہ غریبوں کے ساتھ مجھے اُٹھائے۔ آپ کی باتوں نے مجھے بہت زیادہ دُکھی کردیا ہے۔ بہرحال خدا آپ کو خوش رکھے۔ والسلام

ابن صفی

۹/۱۲/۷۹

شکریہ برائے میڈیکل کالج سے
میڈم اُم الخیر، میڈم اصغری، کیپٹن منور، سہراب اور احسان صاحب۔

خصوصی شکریہ برائے کوڈائی صاحب منیجر پی پی ایل، ڈاکٹر مجید عابد اور ڈاکٹر افضل حیدرآباد، جناب محمد خان خزانہ افسر اور ان کے ساتھی اکبر صاحب۔

عمران سیریز کے پہلے ناول

"خوفناک عمارت" سے اقتباسات

ابن صفی میگزین کے آخری صفحات اب آپ کی فرمائش بن گئے ہیں۔ ہر ماہ سینکڑوں قارئین اپنے پسندیدہ ناولوں کی فرمائش کرتے ہیں اور ہر ماہ وہی ناول شائع کیا جاتا ہے جس کے لیے سب سے زیادہ فرمائش کی جاتی ہے۔ عمران کے ناول اُن فرمائشی ریکارڈوں کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں جنہیں جتنی بار سنا جائے نیا لطف اور نئی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اِس ماہ "خوفناک عمارت" پیشِ خدمت ہے۔ یہ عمران کے اوّلین کارناموں میں سے ایک ایسا کارنامہ ہے جسے پڑھنے کے بعد آپ لطف و لذت کے ایک نئے احساس میں ڈوب جائیں گے۔

"سُوٹ" پہن چکنے کے بعد عمران آئینے کے سامنے لچک لچک کر ٹائی باندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "اُف فوہ..... پھر وہی۔ چھوٹی بڑی..... میں کہتا ہوں ٹائیاں ہی غلط آنے لگی ہیں۔" وہ بڑبڑاتا رہا اور پھر ٹائی..... لاحول ولا قوۃ..... نہیں باندھتا" یہ کہہ کر اس نے جھٹکا جو مارا تو ریشمی ٹائی کی گرہ پھسلتی ہوئی نہ صرف گردن سے جا لگی بلکہ اتنی تنگ ہو گئی کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھیں اُبل پڑیں۔

"بچ..... بچ..... نہیں" اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آوازیں نکلنے لگیں اور

پھیپھڑوں کا پورا زور صرف کرکے چیخا۔ "ارے مرا۔ بچاؤ..... سلیمان......"

"عمران بھائی دلچسپ آدمی ہیں۔" جمیلہ نے کہا۔ "بھئی کم از کم مجھے تو ان کی موجودگی میں بڑا لطف آتا ہے۔"

"ایک پاگل دوسرے پاگل کو عقلمند ہی سمجھتا ہے۔" ثریا منہ بگاڑ کر بولی۔ (ثریا عمران کی سگی بہن ہے)۔

"مگر مجھے یہ پاگل تو نہیں معلوم ہوتے۔" ثریا کی نئی سہیلی نے کہا اور اس نے قریب قریب ٹھیک ہی کہا تھا۔ عمران صورت سے خبطی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ خاصا خوش رو اور دلکش نوجوان تھا۔ عمر ستائیس اٹھائیس کے لگ بھگ رہی ہوگی۔ خوش سلیقہ اور صفائی پسند بھی تھا۔ جسم متناسب اور ورزشی تھا۔ مقامی یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی۔ کی ڈگری لے کر انگلینڈ چلا گیا تھا اور وہاں سے سائنس میں ڈاکٹریٹ لے کر واپس آیا تھا۔ اس کا باپ رحمان محکمہ سراغرسانی میں ڈائریکٹر جنرل تھا۔ انگلینڈ سے واپسی پر اس کے باپ نے کوشش کی تھی کہ اسے کوئی اچھا سا عہدہ دلا دے لیکن عمران نے پرواہ نہ کی۔ کبھی وہ کہتا کہ میں سائنسی آلات کی تجارت کروں گا۔ کبھی کہتا کہ اپنا ذاتی انسٹیٹیوٹ قائم کرکے سائنس کی خدمت کروں گا۔ بہر حال کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ گھر بھر اس سے نالاں تھا اور انگلینڈ سے واپسی پر وہ اچھا خاصا احمق ہوگیا تھا۔ اتنا احمق کہ گھر کے نوکر تک اسے اُلو بنایا کرتے تھے۔ اسے اچھی طرح لوٹتے۔ اس کی جیب سے دس دس روپے کے نوٹ غائب کردیتے اور اسے پتہ بھی نہ چلتا۔

باپ تو اس کی صورت تک دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ صرف ماں ایسی تھی جس کی بدولت وہ اس کوٹھی میں مقیم تھا ورنہ کبھی کا نکال دیا گیا ہوتا۔ اکلوتا لڑکا ہونے کے باوجود بھی رحمان صاحب اس سے عاجز آگئے تھے۔

بابِ ہفتم

کرنل فریدی

کرنل احمد کمال فریدی، علی عمران سے عمر میں چند سال بڑے ہیں اور عمران کی طرح یہ بھی ڈاکٹر (پی ایچ ڈی) ہیں۔ ان کے والدین حیات نہیں ہیں مگر یہ ایک اعلیٰ گھرانے کے سنجیدہ مزاج مگر انتہائی دلکش فرد ہیں اور اپنے مضبوط اور باکردار ارادے کی وجہ سے سنجیدہ ذہنوں میں "عمران پسندوں" سے زیادہ مقبول ہیں۔

"جاسوسی دنیا" کے ایک پیشرس سے اقتباس

"عمران پسند مجھ سے خفا ہیں کہ آخر فریدی کے سلسلہ وار ناول کیوں شروع کر دیئے گئے۔ دیکھئے آخر فریدی پسندوں کا بھی تو کچھ حق ہے مجھ پر۔ ان کی فرمائش کی تکمیل کون کریگا۔ "سایوں کا ٹکراؤ" ملاحظہ فرمائیے اور انشاء اللہ اگلے ناول (خاص نمبر) میں اس کہانی کا اختتام ہو جائے گا۔ اور پھر آپ عمران سے بھی مل سکیں گے۔ جاسوسی دنیا کا یہ سلسلہ میری توقعات سے بڑھ کر پسند کیا جا رہا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ کتابیں کسی قدر دیر سے شائع ہو رہی ہیں، جس کی وجہ...... اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا قلم ہی تیزی سے نہ چل رہا ہو۔ آج کل لکھنے کے معاملے میں موڈ کا پابند ہو کر رہ گیا ہوں۔ پہلے مشین کی طرح چلتا رہتا تھا۔ اب بھی چلتا ہوں اگر آسمان پر بادل نہ ہوں بادل آئے اور میں گھٹن کا شکار ہوا۔

۲/۹
۷۸ ابن صفی"

(صفحہ ۱۸ کا باقی مضمون)

سب سے اوپر جو چیز میں نے دیکھی وہ ابن صفی کی ایک جاسوسی ناول تھی۔

انجینیر ممتاز علی خان شیخ مانده کوئٹہ، پروفیسر رشید صدیقی ایم ایس سی کیمسٹری یہ دونوں میرے خاص دوست ہیں اور ابن صفی کے کرداروں حمید اور بلیک زیرو پرمبنی کردار اکثر سرانجام دیا کرتے تھے۔ میرے دوست محمد قدوس صاحب جو ابن صفی کا کردار بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ یہ کردار ہم لوگ روزمرہ کی زندگی میں انجام دیا کرتے تھے حتیٰ کہ میرے دوست نسیم ہاشمی صاحب ایگریکلچرل بنک نواب شاہ نے خود کرنل فریدی بننا پسند کیا اور مجھ (مصنف) کو احمق اعظم، عمران قرار دیکر کئی کارنامے مثلاً "فرنیچر کا ٹکراؤ" وغیرہ بھی انجام دے ڈالے۔

مزید میرے بزرگ دوست محترم سید نظر حسین شاہ صاحب کاظمی کی رائے ہے، جو نواب شاہ میں ابن صفی کے بہترین مداحوں میں سے ہیں اور جنہوں نے میری بات سے اتفاق کیا ہے کہ ابن صفی کا ذہن ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا اور ان کے کردار بشمول عمران اور احمد کمال فریدی اور حمید وغیرہ سب علم الاسماء، جفر اور قرآن و حدیث کے علوم کے عین مطابق ہیں۔ سید نظر شاہ صاحب ایک عظیم عالم و فاضل اور بزرگ شخصیت ہیں۔

ہمارے بھائی جو سلیمان برادرس نواب شاہ کے چیف نیوز ایجنٹ ہیں، نے کہا کہ ابن صفی کی وفات سے ایک دور کا خاتمہ ہوگیا ہے اور محترم حسین بخش بلوچ صاحب ایم۔ اے انگلش نے بھی انہی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

باب ششم

ابنِ صفی زندہ ہے

روزنامہ "جنگ" جو ملک کا سب سے بڑا اخبار ہے لکھتا ہے:-

"برِصغیر کے ممتاز جاسوسی ناول نگار ابنِ صفی کی رحلت کی خبر بڑے رنج و صدمے کے ساتھ سُنی گئی۔ مرحوم کافی عرصے سے علیل تھے۔ ان کی یہ علالت بالآخر مرض الموت ثابت ہوئی۔ ابنِ صفی کا شمار ملک کے ممتاز ادیبوں اور شاعروں میں ہوتا ہے۔ لیکن انھیں اصل شہرت جاسوسی ناول نگاری کی وجہ سے حاصل ہوئی، ان کے جاسوسی ناولوں کے سلسلہ عمران سیریز نے بیحد مقبولیت حاصل کی وہ ماہنامہ "نئے افق" کے چیف ایڈیٹر بھی تھے، ابنِ صفی مرحوم نے کم و بیش تین سو ناول لکھے۔ کرنل فریدی، عمران، حمید، اور ان کے تخلیق کردہ بعض دوسرے کرداروں کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ ان کے ناولوں کا بڑے شوق سے مطالعہ کرنے والوں کا حلقہ صرف پاکستان میں نہیں پورے برصغیر بلکہ دنیا بھر کے اردو پڑھنے والوں تک وسیع تھا، ابنِ صفی نے جب جاسوسی ناول نگاری کا آغاز کیا تو اس وقت عریانیت اور ہیجانی

سے بھرے ہوئے رومانی ناولوں کا زور تھا اور نوجوان نسل کے ذہن اخلاق پر فحش لٹریچر کے مقابلہ میں پاکیزہ اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کو لا کر نئی نسل کو گھٹیا قسم کے لٹریچر سے بچانا ایک وقت طلب کام تھا، ابن صفی نے دلچسپ جاسوسی ناولوں کا ایک زبردست سلسلہ شروع کرکے نئی نسل سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی کثیر تعداد کو فحش رومان لٹریچر کے جھٹکے سے بڑی حد تک نجات دلادی اور پاکیزہ لٹریچر تیار کرنے والوں کو وقت و مہلت فراہم کردی۔ ابن صفی کا یہ ایک بڑا کارنامہ تھا۔ اب ان کی جگہ لینے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت ورحمت سے نوازے ان کے اعزا و احباب کو صبرِ جمیل عطا کرے۔" ابن صفی ہمیشہ زندہ رہے گا۔

(بقیہ خصوصی شکریہ)

میری بہن مہر النساء بخاری اور بھائی ناصر معظم، زین العابدین اکمال، مکرم (مع شرفی وسعدیہ)، منور (مع بلقیس و نازش وبرہان) اور مظہر اور رو الدین جناب جمال الدین بخاری اور بیگم بخاری صاحبہ۔ آنٹی بیگم اشتیاق اظہر مع ڈاکٹر نگہت، طارق، ثواب بھائی اور نجمہ۔ انکل مصباح، بی خالہ اور ڈاکٹر فرحت۔ انکل عبدالولی، آنٹی بیگم عبدالولی اور ڈاکٹر عظمیٰ، انکل احمد سعید اور آنٹی بیگم احمد سعید۔

ہمارے خسر محترم ذکی صاحب اور بیگم ذکی صاحبہ اور انکے بچے سلیم، ڈاکٹر سمیع، معین، نعیم، ندیم، ریحان، عدنان، باجی مہر النساء (مع مدثر صاحب) اور رانی (مع ابراہیم خان) اور پاکستان سے باہر سے آنٹی جہاں آرا شاکر۔

مزید شکریہ برائے

محترم قمر انصاری، آنٹی بیگم انصاری اور ان کے بچے، شمع (مع سلیم صاحب) خورشید، مجیب، نوید، ایوب، سونی، منو اور عاصم۔ محترم الیاس صاحب نیشنل بنک نواب شاہ، مسٹر کھتری مینجر مولی بازار نیشنل بنک، رکن الدین صاحب حبیب بنک، جتوئی صاحب سربراہ محکمہ اطلاعات نواب شاہ، محترم صہبا لکھنوی صاحب معہ آنٹی بیگم صہبا معہ ان کے بچے آصف و دیگر بچے۔ عظیم فاضل پروفیسر نواب علی صاحب کے صاحبزادگان میں سے سید انور علی، سید احمد علی، سید محبوب علی، اور ان کے اہل خاندان، انکل غالب مرحوم کے اہل خاندان خصوصاً طاہر بھائی۔ ڈاکٹر محمد شریف صاحب چیف میڈیکل آفیسر کراچی جیل اور ڈاکٹر فضل ڈاہری صاحب پولیس سرجن نواب شاہ۔ محترم حفظ القدیر صدیقی معہ خالہ اختر صاحبہ اور ان کے بچے فیضان اور دیگر، ڈاکٹر عزیز الحق مرحوم کے صاحبزادے اور شمس صاحب اور ملنگ صاحب۔ خان برادرس بک سیلرز کے جناب عظیم اللہ خان اور امیر اللہ خان صاحب، مختار بکڈپو کے جناب احمد نبی صاحب، سلیمان برادرز نیوز پیپرز کے لطیف بھائی، عثمان، فاروق اور باکر شبیر، محمد شفیع صاحب نیوز پیپر ایجنٹ۔ اسلام الدین نیوز پیپرز اور ان کے بھائی شہاب۔ پاک بکڈپو کے مولانا عبدالحکیم صاحب اور ان کے صاحبزادگان عبدالرحمٰن، عبدالعلی، طاہر، جاوید اور نوید۔ میڈیکل کالج کے پوسٹ ماسٹر رشید صاحب اور ان کے ساتھی شمشاد صاحب۔ میڈیکل کالج سے رشید منگی، عظیم، رشید سومرو، ممتاز عاشق، ہاشم اور اقبال (پیتھالوجی)۔ یو۔ بی۔ ایل کے قاضی مشتاق صاحب اور عبداللہ صاحب

(کتاب یہاں ختم ہو گئی۔)